بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ ذی الحجہ اور قربانی

کے مختصر مسائل واحکام

ذی الحجہ، تکبیر تشریق، عید الاضحیٰ اور قربانی سے متعلق
مختصر اور اہم مسائل واحکام

مصنف

مفتی محمد رضوان خان

تلخیص وترتیب

مولانا غلام بلال

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین
3	پیشِ لفظ (از: مفتی محمد رضوان خان)
4	ماہِ ذی الحجہ اور قربانی کے مختصر مسائل واحکام
//	ماہِ ذی الحجہ اور اس کے پہلے عشرہ کی فضیلت
5	پہلے عشرہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنا
//	نو ذُو الحجہ کا روزہ اور اس کے احکام
6	تکبیرِ تشریق اور اس کے احکام
7	عیدُ الاضحیٰ کے مسائل واحکام
11	عیدُ الاضحیٰ کی نماز کے احکام
14	مسبوق کی عید الاضحیٰ کی نماز کا طریقہ
17	قربانی کے مسائل واحکام
25	قربانی کے گوشت وغیرہ سے متعلق احکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

(از: مفتی محمد رضوان خان)

بندہ محمد رضوان نے بارہ مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلہ پر مشتمل ایک کتاب ''ماہِ ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' کے نام سے تالیف کی ہے، جو مفصَّل ومدلَّل ہے، اوراس میں ہر مسئلہ کا ساتھ ہی حوالہ اور فقہی عبارات بھی حواشی میں مذکور ہیں، اس کتاب کے مفصل ہونے کی وجہ سے بعض احباب کی خواہش ہوئی کہ عوامُ النّاس کے لیے اس کتاب میں مذکور ضروری اور اہم مسائل و احکام کا خلاصہ نکال کر الگ سے کتابچہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے، تاکہ عوامُ النّاس کو مطالعہ و استفادہ کرنے میں سہولت رہے، اور اگر کسی کو تفصیل اور حوالہ جات کی ضرورت ہو، تو وہ مفصل و مدلل کتاب کی طرف رجوع کرے۔

اس خدمت کو بندہ کے ایک رفیق ومعاونِ اور ادارہ غفران کے کارکن مولانا غلام بلال صاحب سلمہٗ اللہ نے بحُسنِ خوبی سرانجام دیا، جس کو بالاستیعاب بندہ نے ملاحظہ کیا، اوراس میں کچھ حذف واصلاح بھی کی۔

اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطاء فرمائے، اوراس رسالہ عجالہ کو عوام کے لیے مفید اور نافع بنائے۔ آمین۔

فقط

محمد رضوان

12/ ذوالقعدۃ/ 1439ہجری۔ 26/ جولائی/ 2018عیسوی، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ ذی الحجہ اور قربانی کے مختصر مسائل و احکام

ماہِ ذی الحجہ اور اس کے پہلے عشرہ کی فضیلت

اسلامی اعتبار سے ذُوالحجہ کا مہینہ سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے، اس مہینہ کے ختم ہونے پر اسلامی سال بھی ختم ہوجاتا ہے، اور اگلا سال شروع ہوجاتا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور تمام مہینوں میں زیادہ معظم و مکرم ذوالحجہ کا مہینہ ہے'' (بیہقی)

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت اس کے باقی دنوں سے بھی زیادہ ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن ہیں'' (بزار)

اسی وجہ سے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں نیک اعمال، تسبیح، تحمید اور پہلے عشرہ کے روزے رکھنے کی خاص فضیلت ہے۔

نیز ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''کوئی دن بھی اللہ کے نزدیک زیادہ عظیم اور زیادہ پسندیدہ نہیں ہیں، جن میں کوئی عمل کیا جائے، ذی الحجہ کے اِن دس دنوں کے مقابلہ میں، تو تم ان دس دنوں میں تہلیل اور تکبیر اور تحمید کی کثرت کیا کرو'' (مسند احمد)

تہلیل سے مراد ''لا الٰہ الا اللہ'' اور تکبیر سے مراد ''اللہ اکبر'' اور تحمید سے مراد ''الحمد للہ'' اور تسبیح سے مراد ''سبحان اللہ'' یا ان جیسے وہ کلمات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور بڑائی اور حمد و ثناء اور تسبیح بیان کی گئی ہو۔

بعض روایات میں عید الاضحیٰ کے دن سے پہلے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں نفلی روزے رکھنے کی بھی

فضیلت آئی ہے، اسی وجہ سے عید الاضحیٰ کے دن سے پہلے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں حسبِ استطاعت نفلی روزے رکھنا مستحب ہے، جبکہ نو ذی الحجہ کے روزے کی خصوصیت کے ساتھ عظیم فضیلت ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

پہلے عشرہ میں بال اور ناخُن نہ کاٹنا

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں مستحب یہ ہے کہ جس شخص کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو، تو وہ قربانی کرنے تک اپنے ناخن نہ کاٹے اور سر، بغل اور ناف کے نیچے، بلکہ بدن کے کسی حصہ کے بھی بال نہ کاٹے، لیکن یاد رہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے، ضروری نہیں، اور یہ مستحب درجہ کا حکم بھی، اس کے لیے ہے، جو قربانی کرنا چاہتا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص قربانی سے پہلے ایسا کر لے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اس سے قربانی میں کوئی خلل نہیں آتا۔

البتہ قربانی سے پہلے اگر چالیس دن گذر گئے ہوں تو پھر ناخن کاٹ لینا اور ناف کے نیچے اور بغل کے بالوں کی صفائی کر لینی چاہیئے۔

نو ذُوالحجہ کا روزہ اور اس کے احکام

نو ذُوالحجہ کا دن مبارک دن ہے، اور اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا روزہ ایک سال گزشتہ، اور ایک سال آئندہ (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہے'' (طبرانی)

☼ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت ہر شخص کو اس ملک کے وقت اور اس کی تاریخ کے اعتبار سے حاصل ہوگی جس ملک میں وہ شخص موجود ہے ☼ عشرۂ ذی الحجہ اور نو ذُوالحجہ کے روزوں کے مسائل دوسرے نفل روزوں کی طرح ہیں ☼ نیت زبان سے الفاظ ادا کرنے کا نام نہیں، بلکہ دل کے ارادہ کا نام ہے، لہٰذا روزہ کی دل میں نیت کر لینا کافی ہے ☼ نفل روزوں کی دل میں نیت اگر یہ مقرر کر کے کی جائے کہ میں نفل روزہ رکھتا ہوں یا رکھتی ہوں، تو بھی صحیح ہے اور اگر صرف یہ نیت کرے کہ میں روزہ رکھتا ہوں یا رکھتی ہوں، تب بھی صحیح ہے ☼ حنفیہ کے نزدیک نفل روزے کی رات یا

سحری کے وقت سے نیت کرنا ضروری نہیں، اگر کسی کا دن کے شروع وقت میں روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن انتہائے سحر سے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں، پھر روزہ رکھنے کا ارادہ ہوگیا تو زوال سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے (یعنی ضحوۂ کبریٰ جوانتہائے سحر سے سورج غروب ہونے تک کے آدھے حصہ کا نام ہے) تک نفل روزے کی نیت کرلینا صحیح ہے، اس کے بعد نیت کرنا صحیح نہیں ☼ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ جب تک فجر کی اذان کی آواز نہ آئے اس وقت تک سحری کھانا جائز رہتا ہے، خواہ انتہائے سحر کا وقت ختم ہو چکا ہو، یہ غلط ہے، کیونکہ سحری کا وقت صبح صادق ہونے پر ختم ہوجاتا ہے، خواہ ابھی اذان بھی نہ ہوئی ہو ☼ سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہوتو تھوڑا بہت سنت کی نیت سے کچھ کھا لینا بہتر ہے، البتہ اگر کسی نے بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا، تب بھی روزہ ہوجائے گا ☼ شادی شدہ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا مناسب نہیں۔

تکبیرِ تشریق اور اس کے احکام

ذُوالحجہ کا پورا مہینہ فضیلت والا مہینہ ہے اور اس مہینہ کا پہلا عشرہ خاص طور پر فضیلت رکھتا ہے، اس میں عبادت، ذکر (تکبیر، تہلیل اور تحمید یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وغیرہ) کی کثرت کرنی چاہیئے، پھر اس میں بھی ایامِ تشریق میں تکبیر کی خاص فضیلت ہے، اور اسی وجہ سے ان دنوں میں پڑھی جانے والی تکبیر کو تکبیرِ تشریق کہا جاتا ہے ☼ تکبیرِ تشریق کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"

☼ حنفیہ کے راجح قول کے مطابق کُل پانچ دن یعنی نو ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے لے کر تیرہ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک تکبیرِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد مرد، عورت، شہری، دیہاتی، مقیم ومسافر، حاجی وغیر حاجی، تنہا اور جماعت سے نماز پڑھنے والے ہر ایک کو پڑھنی چاہیئے ☼ جس شخص کی امام کے ساتھ کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں، اسے اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرکے سلام پھیرنے کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھنی چاہیئے ☼ تکبیرِ تشریق صرف فرض نماز (اور جمعہ کی نماز) کے بعد پڑھنے کا حکم ہے، سنت اور نفل نماز کے بعد نہیں ہے ☼ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیرِ تشریق پڑھ لی جائے ☼ تکبیرِ تشریق مرد حضرات کو درمیانی بلند آواز سے پڑھنی مناسب ہے، اور خواتین کو

آہستہ آواز میں پڑھنی مناسب ہے ☼ فرض نماز کا سلام پھیرنے کے فوراً بعد یہ تکبیر پڑھنی چاہیئے ☼ سلام کے فوراً بعد اگر کوئی یہ تکبیر پڑھنا بھول جائے تو اگر نماز کے خلاف کوئی کام نہیں کیا اور یاد آ گیا تو بھی یہ تکبیر پڑھ لینی چاہیئے ☼ ان پانچ دنوں کی کوئی فوت شدہ نماز اسی سال اِن پانچ دنوں کے اندر ہی قضاء کرے، تو اس نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہنا مناسب ہے، البتہ اگر اِن پانچ دنوں سے پہلے کی کوئی نماز اِن پانچ دنوں کے اندر قضاء کرے یا اِن دنوں کی کوئی فوت شدہ نماز ان دنوں کے گذر جانے کے بعد قضاء کرے تو پھر تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں ☼ اگر کسی نماز کے بعد امام یہ تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ خود تکبیر کہہ دیں، امام کے تکبیر کہنے کا انتظار نہ کریں ☼ تکبیرِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے، اور ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا سنت نہیں، لہٰذا ان دنوں میں فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ تکبیرِ تشریق کہنے پر اکتفاء کرنا چاہیئے۔

عیدُ الاضحیٰ کے مسائل واحکام

سال میں دو موقعوں پر اسلام میں عید کے دن مقرر کیے گئے ہیں، جن میں سے ایک کا نام ''عیدُ الفطر'' ہے اور دوسرے کا نام ''عیدُ الاضحیٰ'' ہے۔

شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ میں عیدُ الفطر اور ذُوالحجہ کے مہینے کی دس تاریخ میں عیدُ الاضحیٰ کے نام سے اسلامی سال کا عظیم الشان تہوار ادا کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> عید الفطر اس دن ہے، جس دن لوگ رمضان کے روزوں کا افطار کرتے ہیں (یعنی رمضان کے روزوں کی فرضیت ختم ہوجاتی ہے) اور عید الاضحیٰ اس دن ہے، جس دن لوگ قربانی کرتے ہیں (ترمذی)

عید کی رات چونکہ آنے والے عید کے مبارک دن کے تابع ہے، اس لیے یہ فضیلت والی رات ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ اس رات میں ممکنہ حد تک نفلی عبادت اور توبہ و استغفار کیا جائے، اور گناہوں

سے بچا جائے۔

مگر آج بعض لوگوں نے اپنے آپ کو اس رات کی فضیلت سے محروم کیا ہوا ہے، بلکہ اس رات کو طرح طرح کی لغویات، فضولیات، گانے بجانے اور بے حیائی وغیرہ جیسی خرافات کی نظر کر کے نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق کیا ہوا ہے، زیادہ عبادت اور دعاء و استغفار اس رات میں کوئی نہ کر سکے تو کم از کم عشاء کی نماز اپنے وقت پر پڑھ کر سو جائے اور فجر کی نماز اپنے وقت پر اٹھ کر ادا کر لے، بعض لوگ عید کے دن فجر کی نماز عموماً وقت پر نہیں پڑھتے، بلکہ اپنی سستی، کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے قضاء تک کر دیتے ہیں، یہ طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے۔

عیدُ الاضحیٰ کے دن کچھ کاموں کا کرنا سنت یا مستحب ہے، جن کا خلاصہ درجِ ذیل ہے:

☼ عید کی رات میں حسبِ توفیق نفلی عبادت و ذکر کرنا، اور بطورِ خاص گناہوں سے بچنا مستحب ہے ☼ عید کے دن صبح کو سویرے اُٹھنا، اور فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا، اور معقول عذر نہ ہو، تو مرد حضرات کو فجر کی نماز با جماعت پڑھنا اہمیت و فضیلت کا باعث ہے ☼ عید کے دن شریعت کے موافق طہارت و نظافت اور صفائی ستھرائی اور زیب و زینت اختیار کرنا سنت ہے ☼ خوب اہتمام کے ساتھ میل کچیل دور کر کے غسل کرنا سنت ہے ☼ خاص اہتمام کے ساتھ مرد و عورت سب کو مسواک کرنا سنت ہے ☼ فاضل (یعنی زیرِ ناف و بغلوں اور مونچھوں کے) بال اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن وغیرہ کاٹنا سنت ہے (قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لیے حکم پہلے گزر چکا ہے) ☼ پاک و صاف عمدہ لباس جو میسر ہو، وہ پہننا سنت ہے ☼ عید کے دن عمدہ خوشبو، جو میسر ہو، لگانا سنت ہے ☼ عید کی نماز کے لئے جلدی پہنچنا سنت ہے ☼ کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز ادا کرنے کے لیے پیدل جانا سنت ہے ☼ کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز، عید گاہ یا پھر بڑے مجمع میں میں ادا کرنا سنت ہے ☼ عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں کچھ بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنا سنت ہے، اور تکبیر ان الفاظ میں کہنا بہتر ہے:

”اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ“

کوئی عذر نہ ہوتو عیدُ الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے، اور قربانی کرنے والے کے لئے افضل ہے کہ اگر عید کی نماز کے بعد جلدی قربانی کرنی ہو، تو اپنی قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرے، لیکن اگر کوئی عذر ہو، مثلاً بھوک لگی ہوئی ہو یا قربانی تاخیر سے کرنے کا ارادہ ہو، تو عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ کھانے میں بھی حرج نہیں؛ کیونکہ یہ صرف مستحب درجے کا عمل ہے؛ فرض یا واجب درجے کا عمل نہیں ☼ جس راستہ سے نمازِ عید کے لئے جائیں، اس کے علاوہ سے واپس آنا سنت ہے ☼ اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق مستحق مساکین اور ضرورت مندوں کو صدقہ کرنا مستحب ہے ☼ حسبِ حیثیت اپنے اہل وعیال اور گھر والوں کی ضروریات (لباس، اور کھانے پینے وغیرہ) میں وسعت وفراخی کرنا بھی مستحب ہے ☼ گھر والوں، عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا بھی مستحب ہے۔

اب عید کے دن سے متعلق چند اہم باتیں ملاحظہ فرمائیں:

☼ حنفیہ کے نزدیک عید کے دن فجر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد عید کی نماز سے پہلے گھر یا کسی بھی جگہ کوئی نفل نماز پڑھنا مرد وعورت دونوں کے لئے مکروہ ہے، اور عید کی نماز کے بعد جہاں عید کی نماز ادا کی ہے وہاں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، کسی دوسری جگہ یا گھر میں مرد وعورت دونوں کے لئے مکروہ نہیں ☼ عید کے دن ضروری سمجھے بغیر مبارک باد دینے میں حرج نہیں، بلکہ مستحب ہے ☼ عید کے دن مصافحہ کرنا (یعنی ہاتھ ملانا) اور معانقہ کرنا (یعنی گلے ملنا) سنت ومستحب نہیں، اور آج کل بہت سے لوگ عید کے دن مصافحہ ومعانقہ کرنے کو بہت ضروری سمجھتے ہیں، خواہ کسی سے ابھی ملاقات نہ ہورہی ہو، اور کوئی سفر سے بھی نہ آیا ہو، اور اگر کوئی یہ عمل نہ کرے، تو اس کو معیوب اور برا سمجھتے ہیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں، اہلِ علم حضرات نے اسی حیثیت سے عید کے موقع پر مصافحہ ومعانقہ سے منع کیا ہے، لہٰذا مصافحہ ومعانقہ کو عید کی سنت یا ضروری حکم نہیں سمجھنا چاہئے، اور اگر سنت اور لازم سمجھے بغیر کوئی خوشی کے طور پر کر لے، تو بعض اہلِ علم نے اس کو ناجائز قرار نہیں دیا، اس لیے اگر کوئی دوسرا عید کے دن یہ عمل کرے، تو اس سے تنازعہ وجھگڑا نہ کیا جائے ☼ عید کے دن قبرستان

جانا سنت اور ضروری نہیں، اور آج کل بہت سے لوگ عید کے دن قبرستان جانے کو بہت ضروری سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی عید کے دن قبرستان نہ جائے، تو اسے معیوب اور برا خیال کرتے ہیں، اس طرزِ عمل سے بچنا چاہئے، البتہ اگر کوئی لازم سمجھے بغیر قبرستان جائے، اور کوئی گناہ بھی نہ کرے، تو پھر حرج بھی نہیں ☼ عورت کو عدت کے اندر تو زیب و زینت والا لباس پہننا منع ہے، لیکن عدت گزرنے کے بعد یہ ممانعت نہیں، اور مرد کے لیے عدت ہے ہی نہیں، لیکن آج کل بعض لوگ اپنے گھر میں فوتگی ہونے کے بعد پہلی مرتبہ عید آنے پر اچھا لباس نہیں پہنتے، یہ طرزِ عمل درست نہیں ☼ بعض لوگ عید کے دن غیر شرعی زیب و زینت کرتے ہیں، جو کہ درست نہیں، کیونکہ عید کے دن شریعت کے موافق ہی زیب و زینت کرنا ثواب ہے ☼ عید کے دن اللہ کی مہمانی کے دن ہیں، اس لئے ان دِنوں میں ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے ☼ بعض لوگ بطورِ خاص عید کے بابرکت دِنوں میں موسیقی، ٹی وی اور فلموں کے پروگراموں میں سرگرم نظر آتے ہیں، یہ طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے ☼ بعض لوگ عید کے موقع پر غیر ضروری روشنی اور لائٹنگ کا اہتمام کرتے ہیں، اور اس میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ آرائی کرتے ہیں، یہ بھی درست نہیں ☼ مروجہ عید کارڈ کو کارِ خیر یا ثواب سمجھنا درست نہیں ☼ بعض لوگ عید کے دِنوں میں بھیک مانگنے کے پیشہ میں مبتلا ہوتے ہیں، جبکہ یہ تو اللہ سے مانگنے کا موقع ہے اور بلاضرورت مانگنا یا اس کو پیشہ بنانا تو ویسے ہی گناہ ہے ☼ اگر کسی موقع پر عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو اس کو بعض لوگ، عوام یا حکومت پر بھاری سمجھتے ہیں، اور اس سے طرح طرح کی بدفالی و بدشگونی لیتے ہیں، جس کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں، اور اس قسم کی بدفالی یا بدشگونی لینا گناہ ہے ☼ عید کے دن اگر کوئی عذر نہ ہو تو شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کے لیے جانا فی نفسہٖ جائز ہے، لیکن اس کو ضروری سمجھنا یا اگر کوئی ملاقات کرنے نہ آسکے، اس پر ناگواری کا اظہار کرنا درست نہیں ☼ بعض لوگ عید کی نماز پڑھنے تک یا عید کے دن قربانی کا گوشت کھانے تک بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ کا نام دیتے ہیں، یہ کم علمی کی بات ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدالاضحیٰ کے دن عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا ثابت ہے، اسی طرح عید کی نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء بھی ثابت

ہے، لیکن نہ تو یہ روزہ ہے، اور نہ ہی کوئی ضروری عمل ہے، بلکہ صرف سنت ومستحب درجے کا عمل ہے، اور وہ بھی اس کے لئے، جس کو کوئی عذر نہ ہو، اور جلدی قربانی کا ارادہ ہو، جیسا کہ گزرا ☼ مروّجہ عیدی کا لین دین عید کی سنت نہیں، اور اگر کوئی سنت اور ضروری سمجھے بغیر خوشی کے طور پر اپنی حسبِ حیثیت ہدیہ یا صدقہ کے طور پر دے دے اور نہ دینے کی صورت میں کوئی اعتراض و الزام بھی نہ ہو اور ادلہ بدلی بھی پیشِ نظر نہ ہو، تو اس میں حرج نہیں ☼ عید کے دن اپنے اہل وعیال پر حسبِ حیثیت کسی بھی قسم کے کھانے کی وسعت کرنا اور اس دن گھر میں اپنی استطاعت کے مطابق کوئی بھی اچھا اور اپنا کوئی بھی پسندیدہ کھانا بنالینا مستحب ہے، بشرطیکہ اس میں غلو، اسراف اور تکلف نہ کیا جائے اور کسی خاص قسم کے کھانے کو ضروری یا زیادہ ثواب کا باعث نہ سمجھا جائے ☼ بعض لوگ پہلی عید پر فوتگی والے گھر میں جانے کی رسم ضروری سمجھتے ہیں، جس میں وہاں جا کر تعزیت اور افسوس کا اظہار اور دعا کرتے ہیں، جبکہ فوتگی کو کافی عرصہ گزر چکا ہوتا ہے اور اپنے موقع پر تعزیت کی سنت بھی ادا کی جا چکی ہوتی ہے، اس کا شریعت میں ثبوت نہیں، لہٰذا اس رسم کو اختیار کرنے کرانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

عیدُ الاضحیٰ کی نماز کے احکام

☼ عید کے دن دو رکعات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانہ کے طور پر مقرر کی گئی ہیں، جس کو عید کی نماز کہا جاتا ہے، اور عید کی نماز امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے، جبکہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک سنت ہے ☼ عید کی نماز کا حکم لاگو ہونے اور عید کی نماز صحیح ہونے کی اکثر شرائط جمعہ کی نماز کی طرح ہیں، چنانچہ عید کی نماز کا حکم لاگو ہونے کے لئے عاقل، بالغ، آزاد، صحت مند، مَرد اور مقیم ہونا ضروری ہے، تاہم کوئی نابالغ، غلام، بیمار، مسافر، یا عورت عید کی نماز پڑھے، تو ادا ہو جاتی ہے ☼ عید کی نماز صحیح ہونے کے لئے عید کی نماز کا وقت ہونا، اور عید کی نماز کا باجماعت پڑھنا، اور عید کی نماز کا شہر یا قصبہ یا مخصوص آبادی میں ہونا ضروری ہے ☼ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد (اشراق کا وقت ہونے پر) عید کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے، اس دوران کسی وقت بھی عید کی نماز ادا کرنا درست ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ عیدُ الاضحیٰ کی نماز عیدُ الفطر کی

نماز کے مقابلہ میں جلدی ادا کی جائے، تاکہ لوگ نماز سے فارغ ہوکر قربانی کا انتظام کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرسکیں ☼ اگر سخت بارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے شہر میں کسی بھی جگہ عیدُ الاضحیٰ کی نماز پہلے دن ادا نہ کی جاسکی یا پڑھنے کے بعد (جبکہ وقت گذر گیا تھا) معلوم ہوا کہ عیدُ الاضحیٰ کی نماز نہیں ہوئی تھی، تو دوسرے دن زوال سے پہلے ادا کی جائے اگر دوسرے دن بھی نہ پڑھی جاسکے تو عیدُ الاضحیٰ کی نماز تیسرے دن بھی زوال تک ادا کی جاسکتی ہے، مگر بلا عذر اتنی تاخیر کرنا درست نہیں ☼ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کی نماز کا ہمیشہ باجماعت پڑھنا ہی ثابت ہے، اس لئے عید کی نماز کے لئے جماعت کا ہونا ضروری ہے ☼ جمعہ اور عیدین کی نماز کا حکم جنگل اور عام دیہات میں نہیں ہے، بلکہ شہروں اور قصبوں اور مخصوص آبادیوں میں ہی ہے ☼ حجاج کرام پر حج کے اعمال میں مشغولی کی وجہ سے عیدُ الاضحیٰ کی نماز معاف کردی گئی ہے ☼ عید کی نماز ایک شہر یا مخصوص آبادی میں کئی جگہ پڑھنا جائز ہے، مگر حتی الامکان ہر محلّہ میں چھوٹے چھوٹے اجتماعوں کی بجائے کم ازکم مقامات پر بڑے بڑے اجتماعات کی کوشش کرنا مناسب ہے ☼ عید کی نماز کی دو رکعت ہیں، اور عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ عام نمازوں کی طرح ہی ہے، البتہ حنفیہ کے نزدیک عید کی نماز میں عام نمازوں کے مقابلہ میں چھ تکبیریں زیادہ ہیں، تین پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور سورہ فاتحہ سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرائت کے بعد اور رکوع سے پہلے۔

پس پہلی رکعت میں تین زائد تکبیرات قرائت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرائت کے بعد ہیں، اور اس طرح دونوں رکعتوں میں قرائت پے درپے ہے، دونوں سورتوں کی قراءت کے درمیان زائد تکبیرات حائل نہیں ہیں۔

اور اگر تکبیرِ تحریمہ اور دونوں رکعتوں کی رکوع کی تکبیرات کو بھی ان چھ زائد تکبیرات کے ساتھ شمار کیا جائے، تو مجموعی طور پر نو اور تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ آٹھ تکبیرات بن جاتی ہیں۔

حنفیہ کے مطابق عید کی نماز کا مکمل طریقہ یہ ہے کہ پہلے دل میں عیدُ الاضحیٰ کی دو رکعت چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھنے کی نیت کرے۔

پھر عام نمازوں کی طرح تکبیرِ تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے، اور ثناء (یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ

الــخ) پڑھے، پھر وقفہ وقفہ سے تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر ''اللہ اکبر'' کہے، پہلی اور دوسری مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہنے کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑتا رہے، اور تیسری مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہنے کے بعد ہاتھ نہ چھوڑے، بلکہ سامنے باندھ لے، اور امام کو چاہیئے کہ ہر مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہنے کے بعد کم از کم اتنی دیر ٹھہرے، جتنی دیر تین مرتبہ '' سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم '' کہنے میں لگتی ہے، مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے ضرورت ہو تو اس سے زیادہ بھی وقفہ کیا جا سکتا ہے۔

پہلی رکعت میں تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہنے کے بعد امام آہستہ آواز میں ''اَعُــوْذُ بِــاللہ '' اور '' بِسْــمِ اللہ '' پڑھ کر عام نمازوں کی طرح اونچی آواز سے سورہ فاتحہ اور اس کے بعد کسی سورت کی قرأت کرے اور حسبِ قاعدہ رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ پہلی رکعت مکمل کرے۔

پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر حسبِ قاعدہ سورہ فاتحہ اور اس کے بعد کسی سورت کی قرأت کرے، اور پھر قرأت سے فارغ ہونے کے بعد رکوع سے پہلے اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہے جیسے پہلی رکعت میں کہا تھا اور تینوں مرتبہ ہاتھ اٹھا کر چھوڑتا رہے۔

پھر چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع کی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور حسبِ قاعدہ رکوع اور دو سجدوں اور قعدہ کے ساتھ اور سلام پھیر کر نماز مکمل کرے۔

عید کی نماز کا یہ طریقہ حنفیہ کے نزدیک ہے، بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک عید کی نماز میں اس سے زیادہ تکبیرات ہیں۔

☼ حنفیہ کے نزدیک عید کی نماز میں عام نمازوں کے مقابلہ میں چھ زائد تکبیرات واجب ہیں ☼ دوسری رکعت میں عید کی زائد تکبیروں کو قرأت کے بعد کہنا افضل ہے واجب نہیں، لہٰذا اگر غلطی سے امام نے یہ تکبیریں پہلے کہہ دیں، تب بھی نماز ہو جائے گی ☼ اگر امام عید کی زائد تکبیریں بھول کر رکوع میں چلا گیا تو یاد آنے پر رکوع ہی میں یہ تکبیریں کہہ لے، رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف نہ لوٹے، لیکن اگر امام رکوع چھوڑ کر لوٹ آیا اور تکبیریں کہہ کر پھر رکوع کر لیا تو بھی نماز ہو جائے گی ☼ عید کی نماز میں امام کے لئے بآوازِ بلند قرائت کرنے کا حکم ہے ☼ مستحب یہ ہے کہ امام پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ پڑھے، اور کسی دوسری سورت کی قراءت

کرنا بھی جائز ہے ☼ عام نمازوں کی طرح عیدین کی نماز میں بھی واجب عمل کی خلاف ورزی سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، لیکن اگر عید کی نماز میں بلکہ کسی بھی نماز میں مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدہ سہو کرنے سے لوگوں میں فساد وانتشار یا مقتدیوں کی نماز خراب ہونے کا اندیشہ ہو، تو بہتر ہے کہ سجدہ سہو نہ کیا جائے، ایسی صورت میں سجدہ سہو معاف ہے ☼ عید کی نماز کے بعد امام کے لئے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنے کا حکم ہے، اور امام کو عید کی نماز کے بعد دو خطبے پڑھنا چاہئیں، اور دونوں کے درمیان کچھ دیر کے لئے بیٹھنا چاہئے، مگر عید کا خطبہ جمعہ کے خطبہ کی طرح فرض نہیں، بلکہ سنت ہے، البتہ اس کا خاموشی سے سننا واجب ہے ☼ عید کے خطبہ کے احکام بھی جمعہ کے خطبہ کی طرح ہیں، فرق اتنا ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عید کا خطبہ نماز کے بعد، اور عید کا خطبہ پڑھنا سنت ہے اور جمعہ کا خطبہ واجب ہے ☼ خطیب کے لئے بہتر ہے کہ پہلا خطبہ شروع کرنے سے پہلے آہستہ آواز میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے ☼ عید کی نماز کے خطبہ میں خطبہ پڑھنے والے کے لیے کثرت سے ''اللہ اکبر'' پڑھنا مستحب ہے ☼ لوگوں کو عید کے خطبے کے دوران خاموش رہنا اور خطبہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے، خواہ خطبہ کی آواز بھی نہ آرہی ہو، ☼ خطبہ کو نماز سے زیادہ لمبا کرنا مناسب نہیں ☼ خطبہ سننے والوں کو دونوں خطبوں کے دوران تشہد کی حالت میں یعنی دوزانو بیٹھنا مستحب ہے، ویسے جس طرح چاہیں بیٹھنا جائز ہے، بعض لوگ جو پہلے خطبہ کے دوران دونوں ہاتھ باندھتے ہیں اور دوسرے خطبہ میں چھوڑ دیتے ہیں، اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، اور اس کا اہتمام کرنا یا ثواب سمجھنا شریعت سے ثابت نہیں۔

مسبوق کی عید الاضحیٰ کی نماز کا طریقہ

☼ اگر کوئی شخص عید کی نماز میں اس وقت پہنچا، جبکہ امام پہلی رکعت کی کچھ یا تینوں تکبیریں کہہ چکا تھا، لیکن ابھی رکوع میں نہیں گیا تھا، تو ایسے شخص کو چاہئے کہ نیت باندھنے کے فوراً بعد وقفہ کے بغیر تین تکبیریں کہہ لے، اگرچہ تکبیرات کے دوران امام قرأت شروع کردے یا پہلے سے قرأت کررہا ہو ☼ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں اس وقت پہنچا، جبکہ امام رکوع میں جاچکا تھا، تو اگر غالب گمان ہو کہ میں تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوجاؤں گا، تو نیت باندھ کر کھڑا ہونے

کی حالت میں تکبیریں کہہ کر پھر رکوع میں جائے، اور اگر خطرہ ہو کہ کھڑا ہو کر تکبیریں کہنے لگ گیا تو رکوع نہیں ملے گا، تو نیت باندھ کر سیدھا رکوع میں چلا جائے اور ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع میں تینوں تکبیریں کہہ لے، اور رکوع کی تسبیح ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم'' بھی پڑھ لے، دونوں کے پڑھنے کا وقت نہ ہو تو صرف عید کی تکبیریں کہہ لے، رکوع کی تسبیح چھوڑ دے، کیونکہ عید کی تکبیریں واجب ہیں اور رکوع کی تسبیح سنت ہے، اور اگر اس کے تین تکبیریں کہنے سے پہلے امام رکوع سے اٹھ جائے تو اس کو بھی کھڑا ہو جانا چاہئے، جو تکبیریں رہ گئی ہیں، وہ معاف ہو جاتی ہیں ☼ اگر کوئی شخص اس وقت پہنچا، جبکہ امام پہلی رکعت کے رکوع سے سر اٹھا چکا تھا تو کیونکہ اس کی پہلی رکعت رہ گئی، جو بعد میں پڑھنی ہوگی، اس لئے اب پہلی رکعت کی تکبیریں کہنے کی ضرورت نہیں، امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب پہلی رکعت پوری کرے گا تو اس میں تکبیریں کہے، پہلی رکعت امام کے بعد پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ثناء، اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور سورت ملائے، اس کے بعد تین تکبیریں کہے، لیکن اگر کوئی غلطی سے قرائت سے پہلے یہ تکبیریں کہہ لے، تب بھی نماز ہو جاتی ہے، اور ہر مرتبہ تکبیر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر لٹکا دے۔ پھر چوتھی تکبیر کہتا ہوا ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع میں جائے اور باقی رکعت عام نماز کی طرح پوری کرے ☼ اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اس وقت پہنچا، جب امام قرائت وغیرہ کر کے تینوں تکبیریں کہہ چکا تھا، تو ویسے ہی کرے جیسے پہلی رکعت کے بارے میں لکھا گیا ہے، یعنی تکبیرِ تحریمہ کے بعد کھڑے ہو کر تکبیریں کہہ کر رکوع میں مل سکتا ہو تو کھڑا ہو کر یہ تکبیریں کہے، ورنہ یہ تکبیرات رکوع میں کہے، اس کی دوسری رکعت تو ہو گئی، اور پہلی رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے، جس کا طریقہ وہی ہے، جو اس سے پہلے مسئلہ میں لکھا گیا ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ثناء اور اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور سورت ملائے، اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہے، اور ہاتھ اُٹھائے بغیر چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اور حسبِ قاعدہ نماز مکمل کرے ☼ اگر کوئی شخص اس وقت پہنچا، جب امام دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھا چکا تھا، تو وہ اسی حال میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے، مگر اس صورت میں دوسری رکعت کا رکوع نہ ملنے کی وجہ

سے اس کی دونوں رکعتیں فوت ہوگئیں، اس لئے امام کے سلام کے بعد دونوں رکعتیں پڑھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ وہی ہے، جو عید کی نماز کا طریقہ ہے، یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے زائد تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے کہے ☼ اگر کوئی شخص اس وقت پہنچا، جب امام دونوں رکعتیں پڑھ کر تشہد میں بیٹھ چکا تھا، مگر ابھی سلام نہیں پھیرا تھا، تو ایسی صورت میں مقتدی کو چاہئے کہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ شریک ہوجائے، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد عید کی دونوں رکعتیں حسبِ قاعدہ پڑھے ☼ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں پہنچا، جبکہ عید کی نماز کا سلام پھیرا جاچکا تھا تو کسی اور جگہ عید کی نماز ملنے کی امید ہوتو دوسری جگہ جانا چاہئے، اگر کہیں بھی عید کی نماز ملنے کی امید نہ ہو اور جو لوگ نماز سے رہ گئے ہیں وہ ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو کسی دوسری مسجد یا عیدگاہ میں جہاں پہلے عید کی نماز نہ ہوئی ہو اپنی الگ جماعت کرکے عید کی نماز پڑھ لینا درست ہے، ایسی مسجد یا عیدگاہ نہ ملے تو شہر میں کسی دوسری جگہ بھی پڑھ لینا جائز ہے ☼ اگر ایک ہی آدمی عید کی نماز سے رہ گیا ہو تو وہ عید کی نماز نہیں پڑھ سکتا، اس لئے کہ عید کی نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، اکیلے نہیں پڑھی جاتی، البتہ اگر عید کی نماز کے بجائے گھر میں نفل کی نیت سے دو یا چار رکعت عام طریقہ پر نفل پڑھ لے، تو بہتر ہے ☼ جہاں عید کی نماز ادا کی جائے، اگر وہاں منبر موجود ہو، تو عید کی نماز کے بعد اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا چاہئے، اور اگر منبر نہ ہو، تو زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا چاہئے ☼ عورتوں پر عید کی نماز لازم نہیں، البتہ کہیں باپردہ طریقہ پر اور فتنہ وفساد سے بچتے ہوئے، عورتیں عید کی نماز میں شریک ہوں، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

قربانی کے مسائل و احکام

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے، ہر سال قربانی فرماتے تھے (ترمذی)

☼ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مخصوص شرائط پائے جانے پر، قربانی کا عمل واجب ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک، سنت ہے ☼ شریعت کی طرف سے جانور کی قربانی کے عمل کو انجام دینے کے لئے مخصوص ایام و اوقات مقرر ہیں ☼ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سمیت جمہور فقہائے کرام (امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ وغیرہ) کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں، یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ، البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چوتھے دن بھی قربانی جائز ہے ☼ قربانی کے دنوں میں مخصوص جانور کے ذبح کرنے سے ہی قربانی ادا ہوتی ہے، زندہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ کر دینا کافی نہیں ہوتا، ☼ دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ میں سے کسی بھی تاریخ میں قربانی کرنا جائز ہے، البتہ پہلا دن قربانی کے لئے سب سے بہتر ہے، پھر دوسرے دن کا درجہ ہے، پھر تیسرے دن کا ☼ شہر اور قصبہ جات اور مخصوص آبادیوں میں جہاں کہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہو، وہاں عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ☼ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک قربانی کی ادائیگی کا وقت بارہ ذی الحجہ کا غروب ہونے پر ختم ہو جاتا ہے، اس لیے بارہ ذی الحجہ کے دن کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے قربانی کر لینی چاہئے ☼ اگر بارہ ذی الحجہ کے دن کا سورج غروب ہونے سے پہلے قربانی کے جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کر دیا گیا، اگرچہ اس کی کھال نہ اتاری گئی ہو، اور گوشت پوست نہ بنایا گیا ہو، تب بھی قربانی درست ہو جائے گی ☼ اگر شہر میں کئی جگہ عید کی نماز ہوتی ہے، تو شہر میں قربانی صحیح ہونے کے لئے ایک جگہ عید کی نماز ہو جانا کافی ہے ☼ قربانی صحیح ہونے کے لیے قربانی کرنے والے کا خود عید کی نماز پڑھ کر قربانی کرنا ضروری نہیں ☼ اگر کسی عذر کی وجہ سے شہر میں کسی بھی ایک جگہ پہلے دن عیدالاضحیٰ کی نماز نہ پڑھی جاسکے تو قربانی کرنے میں اتنی دیر کی جائے کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے یعنی زوال ہو جائے، اور ایسی صورت میں زوال ہونے کے بعد قربانی

کی جائے، البتہ عام گاؤں اور جنگل میں، جہاں عید کی نماز نہیں پڑھی جاتی، وہاں صبح ہونے کے بعد بھی قربانی کرنا جائز ہے ☼ اگر عید کی نماز کے بعد کسی نے قربانی کرلی، اور پھر معلوم ہوا کہ عید کی نماز درست نہیں ہوئی تھی، مثلاً امام کا وضو نہ تھا، تو ایسی مجبوری کی صورت میں قربانی کو درست قرار دیا جائے گا، اور اس کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

☼ حنفیہ کے نزدیک جس مرد، یا عورت میں قربانی کے دنوں میں مندرجہ ذیل باتیں موجود ہوں اس کو قربانی کرنے کا حکم ہوتا ہے:

(1)......مسلمان ہونا (2)......آزاد ہونا (3)......نصاب کا مالک ہونا، غریب قربانی کا مکلّف نہیں (4)......مقیم ہونا، پس مسافر قربانی کا مکلّف نہیں۔

☼ قربانی کا حکم لاگو ہونے کی جو شرائط ہیں، ان کا اعتبار قربانی کے دنوں میں یعنی دس ذی الحجہ کی صبح سے بارہ ذی الحجہ کی شام کو سورج غروب ہونے تک ہے ☼ حنفیہ کے نزدیک مسافر پر اگرچہ قربانی واجب نہیں ہے، لیکن اگر وہ نفلی قربانی کرے، تو جائز ہے ☼ بعض ظاہر بین سمجھتے ہیں کہ عورت پر کسی حال میں قربانی نہیں، جو غلط فہمی پر مبنی ہے ☼ حنفیہ کے نزدیک قربانی کا نصاب وہی ہے، جو نصاب صدقۂ فطر کا ہے ☼ جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زیادہ سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں یا ان میں سے بعض چیزوں کا مجموعہ ساڑھے سات تولہ سونے یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو حنفیہ کے نزدیک ایسا شخص (خواہ مرد ہو یا عورت) قربانی کے نصاب کا مالک کہلاتا ہے، البتہ بعض دوسرے فقہائے کرام اس میں دوسری تفصیل کے قائل ہیں ☼ اگر کوئی شخص ضرورت مند ہے، اور اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کے اعتبار سے تو نصاب کے برابر مال ہے، لیکن ساڑھے سات تولہ سونے کی مالیت کے برابر نصاب نہیں، تو بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک اس کو قربانی نہ کرنے کی گنجائش ہے ☼ اپنے ذمہ جو کسی کا قرض و دَین ہو، اتنی مقدار کا انسان خود مالک نہیں، اس لئے اس قرض کے بقدر مال (نقدی، سونا، چاندی) کو نصاب میں شامل نہیں کیا جائے گا ☼ جس قرض کے ملنے کی توقع وامید ہو، اس کو نقدی میں شمار کیا جائے گا

www.idaraghufran.org

☼ اگر کوئی مقروض یا مدیون ہے تو پانچ قسم کے مالوں (سونے، چاندی، تجارت کا مال، نقدی اور ضرورت سے زیادہ سامان) کی قیمت لگائے، پھر اس سے قرض ودَین کو علیٰحدہ کرے، قرض ودَین نکالنے کے بعد اگر مال نصاب کے برابر ہے تو یہ قربانی کے نصاب کا مالک ہے ورنہ نہیں ☼ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ زندگی میں ایک شخص کی طرف سے ایک دفعہ قربانی ہو جائے تو پھر قربانی کرنے کا حکم نہیں رہتا مگر حنفیہ کے نزدیک قربانی کا ہر سال نصاب والے شخص کو حکم ہے، جبکہ ہر سال قربانی کے دنوں میں اس شخص کے اندر قربانی کی شرائط موجود ہوں، البتہ بعض دوسرے فقہائے کرام اس میں دوسری تفصیل کے قائل ہیں ☼ قربانی کا حکم لاگو ہونے کے لئے مرد یا عورت کا شادی شدہ ہونا ضروری نہیں، کنوارے بالغ لڑکے، بالغ لڑکی، بیوہ عورت کو بھی قربانی کا حکم ہے، جبکہ نصاب کے مالک ہوں ☼ قربانی کا حکم لاگو ہونے کے لئے کسی شخص کا برسرِ روزگار ہونا بھی ضروری نہیں، اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہے، تو اس کو قربانی کا حکم ہے، اگرچہ وہ برسرِ روزگار نہ ہو۔

☼ جانوروں میں آٹھ قسم کی جوڑیوں سے عیدالاضحیٰ کی قربانی کرنا درست ہے، اور ان ہی جانوروں سے حج وعمرہ میں دَم ادا کیا جاسکتا ہے، اور ان ہی جانوروں کے ذریعہ سے عقیقہ بھی کیا جاسکتا ہے، ان آٹھ جوڑیوں کی تفصیل یہ ہے:

(1)...... اونٹ (2)...... اونٹنی (3)...... گائے (4)...... بیل (بھینس اور بھینسا، گائے اور بیل کے حکم میں ہے) (5)...... دنبہ (5)...... دنبی (بھیڑ، دنبہ کے حکم میں ہے) (7)...... بکرا (8)...... بکری۔

☼ بھینس کے نَر یعنی کٹے (بھینسے) کی قربانی جائز ہے ☼ افضل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حیثیت دی ہو تو قربانی کا جانور خوب صحت مند، خوبصورت اور بڑی جسامت کا ہو، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو، بڑائی اور دِکھلاوا پیشِ نظر نہ ہو ☼ ضروری تو نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ قربانی سے چند دن پہلے جانور کو گھر میں رکھ کر خوب کھلائے پلائے اور خاطر مدارات کرے ☼ قربانی کے جانور کو مارنا پیٹنا، کھانے پینے، گرمی سردی کا خیال نہ رکھنا یا کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانا گناہ ہے، اسی طرح اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے خواہ مخواہ لوگوں کو دکھلاتے پھرنا بھی اچھی بات نہیں ☼ جو جانور خریدے

بغیر کسی اور جائز طریقہ سے اپنی ملکیت میں آ گیا، اس کی قربانی کرنا بھی جائز ہے ☼ ایسا جانور جو کہ ادھار قیمت پر خریدا جائے، اور اس کی قیمت بعد میں ادا کرنا طے ہو، تو ایسے جانور کی قربانی بھی جائز ہے، لیکن بلاضرورت ادھار کرنا اچھا نہیں ☼ اگر خریدار اور فروخت کنندہ زندہ جانور کو وزن کر کے خرید وفروخت پر راضی ہوں، تو زندہ جانور کو وزن کر کے رقم کے ذریعے خریدنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں، جبکہ متعین جانور کی فی کلو وغیرہ کے حساب سے قیمت طے کر لی گئی ہو ☼ چوری شدہ جانور اور اسی طرح بلا اجازت کسی اور کے جانور کی قربانی کرنا درست نہیں ہوتا۔

☼ ایک فرد کے حق میں قربانی کی کم از کم مقدار ایک چھوٹا جانور (بھیڑ، بکری) یا بڑے جانور (اونٹ، گائے، بھینس) کا ساتواں حصہ ہے ☼ اگر ایک بڑے جانور میں شریک افراد سات سے کم ہوں (مثلاً دو، تین، چار، پانچ یا چھ افراد) اور بعض کا حصہ ساتویں حصہ سے زیادہ ہو، لیکن کسی بھی شریک کا حصہ ایک بٹہ سات حصے سے کم نہ ہو، تو کوئی حرج نہیں، بلکہ سب کی قربانی جائز ہو جائے گی ☼ ایک بڑے جانور میں سب حصہ داروں کی نیت واجب قربانی کی ہو یا نفل قربانی کی ہو یا بعض کی نفلی اور بعض کی واجب قربانی کی نیت ہو یا بعض کی قربانی کی نیت ہو اور بعض کی عقیقہ کی یا حجِ تمتع وغیرہ کی نیت ہو، ہر طرح جائز ہے، کیونکہ یہ تمام کام ثواب کے ہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک بڑے جانور میں سب افراد ایک ہی قسم کی قربانی کی نیت سے شریک ہوں ☼ اگر ایک بڑے جانور میں کئی افراد شریک ہوں تو ہر شریک کا مسلمان ہونا قربانی صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے، کسی ایک شریک کے غیر مسلم ہونے کی صورت میں قربانی درست نہ ہوگی۔

☼ قربانی درست ہونے کے لئے اونٹ، اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسے کی عمر کم از کم دو سال اور بکرا، بکری کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے ☼ دنبہ، بھیڑ یا مینڈھا اگر کم از کم چھ ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو اور اس قدر صحت مند، موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے میں پورے سال کا معلوم ہوتا ہو، تو ایسے دنبہ کی قربانی درست ہے، اور چھ ماہ سے کم ہونے کی صورت میں درست نہیں ☼ قربانی کے جانور کی عمر کا پورا ہونا چاند کی تاریخ کے اعتبار سے ہے، نہ کہ انگریزی یا کسی اور سال و تاریخ کے اعتبار سے ☼ بعض لوگ جانور کا صرف دوندا ہونا ہی اصل سمجھتے ہیں، حالانکہ اصل

دارومدار عمر کے پورا ہونے پر ہے، لہٰذا اگر گزشتہ تفصیل کے مطابق جانور کی عمر پوری ہوگئی ہو، قربانی درست ہے، آب و ہوا، غذاء اور نسل وغیرہ کے فرق کی وجہ سے، دوندا ہونا اوپر نیچے ہوجاتا ہے، ممکن ہے کسی جانور کی عمر تو پوری ہو، مگر دانت وغیرہ ابھی نہ نکلے ہوں ☼ اگر جانوروں کے فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کے جھوٹا ہونے کی طرف گمان نہیں جاتا، تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

☼ خصی جانور کی قربانی جائز اور افضل ہے ☼ جس جانور کے قدرتی طور پر خصیتین (فوطے) نہ ہوں، تو اس کی قربانی جائز ہے ☼ اس قدر لنگڑا جانور جو چلنے سے اس قدر قاصر ہو کہ خود چل کر قربان گاہ تک بھی نہ پہنچ سکے، اس کی قربانی جائز نہیں ☼ ایسا لاغر اور دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو، اور سوکھ کر بالکل ڈھانچہ نکل آیا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں ☼ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں (جیسا کہ اونٹ) یا جس جانور کے پیدائشی طور پر بہت چھوٹے چھوٹے سینگ ہوں، یا جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں، لیکن اس کا دماغ سلامت ہو، اس کی قربانی جائز ہے ☼ بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے، کیونکہ صرف بھینگا ہونا کوئی ظاہر وفاحش عیب نہیں ☼ جو جانور بالکل اندھا ہو اور اس کو نظر نہ آتا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں، اسی طرح جس جانور کی ایک آنکھ نہ ہو یا ایک آنکھ سے بالکل نظر نہ آتا ہو، اُس قربانی بھی جائز نہیں ☼ جس جانور کے کچھ یا اکثر دانت نہ ہوں، مگر وہ چارہ بآسانی کھا سکتا ہو، تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے ☼ جس جانور کو جنون کا مرض اس حد تک ہوگیا ہو کہ وہ اس کی وجہ سے بطورِ خود چارہ بھی نہ کھا سکے، اس کی قربانی جائز نہیں ☼ جو نَر جانور زیادہ عمر کی وجہ سے جفتی پر قادر نہ ہو یا جو مادہ جانور زیادہ عمر کی وجہ سے بچے جننے سے عاجز ہو، اس کی قربانی جائز ہے، کیونکہ یہ عیب نہیں، بلکہ عمر کا تقاضا ہے ☼ جس نر جانور کا عضوِ تناسل کٹا ہوا ہو، اس کی قربانی جائز ہے ☼ حاملہ اور گابھن جانور کی قربانی جائز ہے، اور اگر قربانی کے وقت پیٹ سے زندہ بچہ برآمد ہو، تو اسے بھی ذبح کردیا جائے گا ☼ جانور کو ذبح کرتے وقت اگر کوئی عیب پیدا ہوجائے، اور پھر اس کو فوراً ذبح کردیا جائے، تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے ☼ بعض لوگ اپنی من پسند کے خوبصورت اور موٹے تازے جانور کی قربانی کو اتنا اہم اور ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ان

کی پسند کا جانور نہ ملے یا اس کی رقم کا انتظام نہ ہو تو پھر قربانی ہی نہیں کرتے، جو کہ غلط طرزِ عمل ہے، مستحب چیز کی خاطر اصل حکم کو چھوڑ دینا کوئی عقل مندی کا تقاضا نہیں ہے ☼ بعض لوگ جانور کی خوبصورتی یا موٹے تازے بڑے جانور (مثلاً اونٹ وغیرہ) کا انتخاب لوگوں کی نمود ونمائش اور اپنا نام اونچا کرنے کے لئے کرتے ہیں اور اس کے لئے بھاری رقم خرچ کرتے ہیں، پھر اس کی خوب شہرت کی جاتی ہے اور سارے علاقہ کو دکھلایا اور بتلایا جاتا ہے اور بعض اوقات اخباروں تک میں اس کی خبر اور تصویر شائع کی جاتی ہے، لیکن ان لوگوں کو دین کے اس سے اہم فرائض اور احکام کی توفیق نہیں ہوتی، ظاہر ہے کہ جب اصلی غرض اپنا نام اونچا کرنا اور نمود ونمائش ہو تو پھر ایسے عمل کے مقبول ہونے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

☼ جس طرح اپنی طرف سے خود قربانی کرنا جائز ہے، اسی طرح دوسرے کی طرف سے اس کا نائب (ونمائندہ اور وکیل) بن کر قربانی کرنا یا دوسرے کی قربانی میں اعانت وتعاون کرنا بھی جائز ہے ☼ اگر کوئی اپنی بیوی یا بالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرے، تو جانور خریدنے سے پہلے ان سے اجازت لے لینا چاہیے، اور اگر کسی کا ان کی طرف سے قربانی کرنے کا معمول ہو، تو صراحتاً اجازت لینا ضروری نہیں ☼ والد کے ذمہ اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر کوئی اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے اپنے مال میں سے نفلی درجہ میں قربانی کرے، تو جائز ہے ☼ جس بڑے جانور میں چند لوگ شریک ہوں، تو قربانی کے موقع پر کسی ایک شریک کے بھی اس جانور کو ذبح کرنے سے سب کی قربانی درست ہوجائے گی ☼ اگر قربانی کا جانور وکیل کے پاس اس کی کوتاہی کے بغیر ہلاک یا چوری ہوجائے، یا چھوٹ کر بھاگ جائے، یا عیب دار ہوجائے، تو وکیل پر کوئی تاوان نہیں آئے گا، اور کوتاہی کی صورت میں مالک کا وکیل سے تاوان حاصل کرنا جائز ہوگا۔

☼ ایصالِ ثواب کے لئے نفلی قربانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی استاذ یا والدین یا کسی بھی فوت شدہ یا زندہ رشتہ دار واجنبی مسلمان کی طرف سے ان کو ثواب پہنچانے کے لئے کرنا درست ہے، یہ بھی جائز ہے کہ ایک شخص پورے ایک چھوٹے جانور کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک بڑے جانور کے ساتویں حصے کی قربانی کا ثواب ایک یا کئی لوگوں کو پہنچائے،

البتہ ایک چھوٹے جانور یا ایک بڑے جانور کے ساتویں حصہ میں ایک سے زیادہ افراد کو شریک ہو کر ایصالِ ثواب کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے ☼ ایصال ثواب کے لیے کی گئی قربانی کے گوشت کا حکم عام قربانی کی طرح ہے، کیونکہ یہ قربانی کرنے والے کی طرف سے نفلی قربانی ہے، اور اس کا ثواب دوسرے کے لئے ہے۔

☼ جانور کا ذبح کرنا قربانی کا رکن ہے، اس لئے جانور کو صحیح طریقہ سے ذبح کرنا بہت ضروری ہے ☼ ذبح کرنے کے لئے قربان گاہ کی طرف جانور کو نرمی اور آہستگی سے ہانک کر لے جانا چاہئے، بلاضرورت ٹانگ، یا دم وغیرہ سے گھسیٹ اور کھینچ کر تکلیف نہ پہنچائی جائے، حتی الامکان نرمی والا معاملہ اور برتاؤ کرنا چاہئے ☼ جانور کو تیز دھار دار چھری سے ذبح کرنا چاہئے، اور کند چھری سے ذبح کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے ☼ حتی الامکان ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، اِلَّا یہ کہ کوئی ضرورت و مجبوری ہو ☼ سنت یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے لئے قبلہ رخ لٹائے اور خود ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو، اور جب تک کوئی واقعی درجے کا عذر نہ ہو، قبلہ رخ ہوئے بغیر ذبح کرنے سے پرہیز کرے ☼ سنت ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے لئے لٹانے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَامِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ.

☼ شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے بعد جانور کو اپنی حالت پر چھوڑ دے، ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے، اس کو مزید کوئی ایذاء و تکلیف نہ پہنچائے، متعلقہ چار رگیں کاٹنے پر اکتفاء کرے، نہ تو اتنا زیادہ گردن کو کاٹے کہ گردن کٹ کر الگ ہی ہو جائے، نہ ہی حرام مغز وغیرہ میں چھری گھونپے، اور نہ ہی اس کی گردن توڑے، اور نہ ہی ایک سے زیادہ جگہ سے ذبح کرے ☼ جانور کے حلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ حلال کرنے والا مسلمان یا صحیح اہلِ کتاب میں سے ہو، اور ذبح کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے ☼ جانور

کے ذبح کرنے میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں، ایک حلقوم یعنی سانس کی نالی جسے نرخرہ کہتے ہیں، دوسری مری یعنی کھانے پینے کی نالی، تیسری و چوتھی ودجین یعنی شہ رگ جو حلقوم و مری کے دائیں بائیں طرف ہوتی ہیں، اگر ذبح کرتے ہوئے یہ ساری رگیں نہ کٹ سکیں، تو جانور کے حلال ہونے اور شرعی ذبیحہ بننے کے لئے کم از کم تین رگوں کا کٹ جانا بھی کافی ہے، اس سے کم رگوں کا کٹنا کافی نہیں ✪ عقدہ یعنی گھنڈی کے اوپر ٹھوڑی کے ساتھ والے حصے سے ذبح کرنا اور اسی طرح پیچھے گدی یا گردن کی طرف سے ذبح کرنا منع اور گناہ ہے، لیکن اگر کسی نے ذبح کر دیا اور چاروں یا کم از کم تین رگیں کٹ گئیں تو ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے ✪ اگر جانور بے قابو ہو کر چھوٹ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے، اور بھاگ جانے یا ضائع ہونے کا خطرہ ہو، تو چھری، برچھی وغیرہ کسی دھار دار آلہ پر ذبح کی نیت سے کوئی مسلمان بسم اللہ پڑھ کر دور سے مار دے، اور وہ جانور اس سے زخمی ہو کر ہلاک ہو جائے، تو قربانی جائز ہو گی، اور زخمی ہونے کی صورت میں اگر قابو پا لیا جائے، تو پھر شرعی طریقہ پر ذبح کرنا ضروری ہو گا ✪ کافر اور مرتد کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں، مردار ہے اور ایسا گوشت کھانا حرام ہے، اس لیے جانور اور بطورِ خاص قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لئے صحیح العقیدہ مسلمان کو تلاش کرنا چاہیئے ✪ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے اور خاص:

"بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ"

پڑھنا سنت ہے، مسلسل اور بار بار پڑھتے رہنا ضروری نہیں ✪ ذبح کی تکبیر کا پڑھنا ذبح کرنے والے کے ذمہ ضروری اور کافی ہے کسی اور کا پڑھنا کافی نہیں اور نہ ہی کسی اور کا پڑھنا ضروری ہے، البتہ اگر ذبح کرنے کے عمل میں ایک سے زیادہ افراد اس طرح شریک ہیں، کہ ان سب نے چھری پر ہاتھ رکھا ہوا ہے، تو ہر ایک کے ذمہ تکبیر کہنا ضروری ہے ✪ اگر کوئی مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول جائے تو وہ ذبیحہ حلال ہے ✪ جانور ذبح کرنے سے پہلے مرنے کے قریب ہو گیا، لیکن زندگی کے آثار موجود ہیں، تو ذبح کرنے سے حلال ہو جائے گا ✪ اگر کسی مسلمان کو غسل کی حاجت ہو اور وہ غسل کیے بغیر اسی حالت میں جانور ذبح کر دے تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے ✪ عورت اور سمجھدار بچہ کا ذبیحہ بھی درست ہے، جبکہ یہ بسم اللہ پڑھ کر صحیح ذبح کر دیں ✪ مخنث

(یعنی ہیجڑے وزنخے) کا ذبح کرنا بھی درست ہے، اور اسی طرح گونگے شخص کا ذبح کرنا بھی درست ہے، جبکہ یہ مسلمان ہوں۔

قربانی کے گوشت وغیرہ سے متعلق احکام

☼ قربانی کا اصل مقصد گوشت وغیرہ حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حکم کو پورا کرنے کے لئے مخصوص جانور کو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا اور خون بہانا ہے، لہٰذا اگر کوئی ذرا بھی گوشت استعمال نہ کرے، یا کسی وقت گوشت کے استعمال ہونے کا کوئی مصرف نہ ہو، تب بھی قربانی کا حکم برقرار رہے گا ☼ قربانی کے گوشت کو خود کھانا، فقراء اور مساکین پر صدقہ کر دینا ، اور رشتہ دار و احباب اور مالداروں کو کھلانا اور عطیہ و ہبہ کرنا ، سب جائز ہے، اور افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے ، ایک حصہ رشتہ دار اور دوست واحباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ غریبوں میں تقسیم کرے ☼ قربانی کا گوشت آئندہ استعمال کی ضرورت کے لئے رکھنا جائز ہے، اور رکھنے کی کوئی مدت مقرر نہیں، اپنی ضرورت وصوابدید کے مطابق اختیار ہے ☼ جس طرح سارا گوشت گھر میں رکھنا جائز ہے، اسی طرح سارا گوشت تقسیم کرنا بھی جائز ہے، لیکن بہتر ہے کہ عذر نہ ہوتو کچھ نہ کچھ خود بھی کھائے ☼ قربانی کا گوشت اپنے اور پرائے ، اور امیر، غریب، مسلم اور غیر مسلم ہر ایک کو دینا جائز ہے ☼ گوشت کسی دوسری جگہ یا دوسرے شہر میں ضرورت مندوں کو بھیجنا بھی جائز ہے ☼ سارا گوشت کسی ایک ضرورت مند غریب کو صدقہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ☼ قربانی کا گوشت دوسرے کو مالکانہ طور پر دینا بھی جائز ہے، اور اباحت کے طور پر بٹھا کر کھلا دینا بھی جائز ہے، اور کچا گوشت دینا اور پکا کر کھلانا بھی جائز ہے ☼ جو حکم قربانی کے گوشت کا ہے، وہی قربانی کی چربی اور ہڈیوں اور سری پائے اور اوجھڑی وغیرہ کا بھی ہے،، پس جس طرح گوشت کا خود استعمال کرنا جائز ہے، اسی طرح چربی اور ہڈیوں اور سری پایوں وغیرہ کا خود استعمال کرنا اور کسی کو ہدیہ کرنا ، یا غریب کو صدقہ کرنا سب جائز ہے ☼ قربانی کا گوشت اور چربی وغیرہ قصائی اور نوکر وغیرہ کو اجرت کے طور پر دینا جائز نہیں ☼ قربانی کا گوشت فروخت کرنا درست نہیں ☼ اگر قربانی کے بڑے جانور (اونٹ، گائے)

میں کئی شریک ہیں اور آپس میں گوشت تقسیم کرنا چاہتے ہیں، تو پوری احتیاط سے وزن کرکے تقسیم کریں ☼ اگر وزن کی مشکل سے بچنا چاہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سری یا پائے یا کلیجی کے ٹکڑے کرکے ہر حصہ میں ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا جائے۔

☼ حلال جانور کا شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے سارے گوشت کا کھانا حلال ہو جاتا ہے، البتہ چند چیزوں کا کھانا ممنوع یا مکروہ ہے، اور وہ مجموعی طور پر مندرجہ ذیل سات چیزیں ہیں:

(1)...... خون (جس سے مراد بہتا خون ہے، اور اس کا حرام ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے) **(2)**...... نر جانور کی پیشاب گاہ (یعنی ذَکر) **(3)**...... نر جانور کے خصیتین (یعنی کپورے) **(4)**...... مادہ جانور کی پیشاب گاہ (یعنی فَرج) **(5)**...... نر و مادہ جانور کا مثانہ (یعنی پیشاب کی وہ تھیلی، جس میں پیشاب جمع رہتا ہے) **(6)**...... غدود (یعنی جسم کے مختلف اعضاء میں پائی جانے والی گلٹی یا گانٹھ) **(7)**...... پتّہ (یعنی صفراوی خلط کا مقام، جو کہ جگر کے نیچے ایک چھوٹی تھیلی کا نام ہے، جس میں پِت جمع رہتی ہے)

☼ جانور میں ایک چیز حرام مغز پائی جاتی ہے، جس کو عربی زبان میں ''نخاعُ الصلب'' کہا جاتا ہے، جو کہ جانور کی پشت کے مہرے یعنی ریڑھ کی ہڈی کے اندر سفید رنگ کا گودا لمبے دھاگے کی شکل میں ہوتا ہے، بعض لوگ اسے اس کے نام کی وجہ سے حرام سمجھتے ہیں، جو کہ غلط فہمی پر مبنی ہے، حرام مغز کا کھانا حرام یا مکروہ نہیں، بلکہ جائز ہے ☼ ذبح کرنے کے بعد گوشت اور کھال میں جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے، اسی طرح ذبح شدہ جانور کے جسم سے علیٰحدہ کی ہوئی کلیجی، تلی اور دل سے برآمد ہونے والا خون بھی پاک ہے ☼ اوپر ذکر کردہ سات چیزوں کے علاوہ حلال مذبوحہ جانور کی کوئی چیز جو گوشت کے قبیل سے ہو، جس میں کھال، کلیجی، گردے اور اوجھڑی بھی شامل ہیں، ممنوع ومکروہ نہیں، بلکہ جائز ہیں، لہٰذا حلال مذبوحہ جانور کی کھال، سری پائے، کلیجی، گردے اور آنکھ، کان بلکہ اوجھڑی کھانا بھی بلا کراہت جائز ہے (جبکہ اوجھڑی وغیرہ کو غلاظت سے اچھی طرح پاک وصاف کرلیا گیا ہو) البتہ اگر کسی کو طبعی طور پر یہ چیزیں یا ان میں سے کوئی چیز پسند نہ ہو، تو وہ الگ بات ہے۔

☼ قربانی کی کھال کو قصاب یا کسی کی خدمت اور مزدوری کے معاوضہ میں دینا تو جائز نہیں، البتہ دوسرے کو صدقہ کرنا یا ہدیہ میں دینا جائز ہے ☼ جب قربانی کی کھال یا اُس کی قیمت کسی غریب کو مالکانہ طور پر صدقہ کردی گئی، تو غریب کو اُس میں ہر طرح کا اختیار ہے، خواہ وہ اُس کو خود استعمال کرے، یا اُس سے کوئی چیز خرید کر استعمال کرے، یا کسی کو ہبہ وصدقہ کرے ☼ جب اونٹ، گائے، بھینس کی قربانی میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں، تو اس کی کھال تمام شرکاء کی مشترکہ ملکیت ہے۔ شرکاء کی خوشدلی کے بغیر کسی دوسرے کا اپنے پاس رکھ لینا جائز نہیں ☼ قربانی کی کھال کی قیمت کو صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کردینا جائز ہے ☼ جس نے قربانی کی کھال خریدی، وہ اس کا مالک ہوگیا، اس لئے وہ اس میں ہر قسم کا تصرف کرسکتا ہے، خواہ اپنے پاس رکھے یا فروخت کرکے قیمت اپنے خرچ میں لائے ☼ کسی ادارے یا تنظیم کو جو قربانی کی کھالیں دی جاتی ہیں، عام طور پر وہ ان کو مالک بنا کر نہیں دی جاتیں کہ وہ جس طرح سے چاہیں ان میں تصرف کریں، بلکہ ان کو کھال یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت صحیح مصرف میں خرچ کرنے کا وکیل بنا کر دی جاتی ہیں، لہٰذا ادارہ کے ذمہ داران کو کھالوں کو مالکوں کی منشاء کے مطابق صحیح مصرف میں استعمال کرنا ضروری ہے ☼ قربانی کی کھال اور اس کی قیمت کو اس کے صحیح شرعی مصرف میں لگانا بہت اہم ہے ☼ بعض قصاب جانور کی کھال اس طرح اتارتے ہیں کہ اس میں چھری لگ کر سوراخ ہوجاتے ہیں، یا کھال پر گوشت لگا رہ جاتا ہے، یہ سب باتیں مال کو ضائع کرنے میں داخل ہیں، اس لئے کھال احتیاط سے اتار کر ضائع ہونے سے بچانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(ذی الحجہ اور قربانی سے متعلق تفصیلی اور مدلل فضائل ومسائل اور احکام کے لئے ادارہ غفران کی مطبوعہ کتاب ''ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

تمت

کتب خانہ ادارہ غفران کی مفید مطبوعات

(1)......ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام
(2)......ماہِ صفر اور توہم پرستی
(3)......ماہِ ربیع الاول کے فضائل واحکام
(4)......ماہِ ربیع الآخر
(5)......ماہِ جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ
(6)......ماہِ رجب کے فضائل واحکام
(7)......شعبان وشبِ برأت کے فضائل واحکام
(8)...... ماہِ رمضان کے فضائل واحکام
(9)......شوال اور عید الفطر کے فضائل واحکام
(10)......ماہِ ذی قعدہ اور حج کے فضائل واحکام
(11)...... ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام
(12)......زکاۃ کے فضائل واحکام
(13)......وساوس اور حقائق
(14)......کُرسی پر نماز کا شرعی حکم
(15)......تکوین وتشریع مع سوانح تنویر
(16)......بالوں ناخنوں اور مہندی وخضاب کے احکام
(17)......شادی کو سادی بنائیے
(18)......زلزلہ اور اس سے حفاظت
(19)...... پانی کا بحران اور اُس کا حل
(20)......کھانے پینے کے آداب
(21)......اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم
(22)......انتخاب اور ووٹ کے احکام وآداب
(23)......مرد وعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت
(24)......حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیح الامت
(25)......تذکرہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ
(26)......(آفات وبلیات وغیرہ سے حفاظت کا) وظیفہ
(27)......صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ
(28)......نیند اور خواب کے احکام وآداب
(29)......مشورہ واستخارہ کے فضائل واحکام
(30)......رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین کو اہم خطاب
(31)......نماز کے بعد دُعا اور ذکر کے فضائل واحکام
(32)......موزوں اور جرابوں پر مسح کے احکام
(33)......ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم
(34)......مختصر ارکانِ اسلام اور طریقۂ نماز
(35)......رنگین تجویدی قرآنی قاعدہ
(36)......جُمعہ مبارکہ کے فضائل واحکام
(37)...... حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی
(38)......صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام
(39)......مسائل واحکام
(40)......مختصر مسنون دعائیں
(41)......مختصر ارکانِ اسلام اور طریقۂ نماز
(42)......حُسنِ اخلاق

کتب خانہ ادارہ غفران کی مفید مطبوعات

(43)...... پیارے بچو

(44)...... ڈاڑھی کا شرعی حکم

(45)......ٹوپی کی شرعی حیثیت

(46)......نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(47)......صفائی و پاکیزگی کی فضیلت واہمیت

(48)......درود وسلام کے فضائل واحکام

(49)......مسنون درود وسلام (جیبی سائز)

(50)......جانوروں کے حقوق وآداب

(51)......نومولود کے احکام واسلامی نام

(52)......مناسکِ حج کے فضائل واحکام

(53)......نقشہ اوقاتِ نماز، سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد)

(54)......مجالس حضرت عشرت (نواب قیصر صاحب)

(55)......خواتین کی مخصوص پاکی وناپاکی کے احکام

(56)......قنوتِ نازلہ، اِستسقاء اور نمازِ گرہن کے احکام

(57)......وتر کی نماز کے فضائل واحکام

(58)......نمازِ تراویح کے فضائل واحکام

(59)......نفل، سنت اور واجب اعتکاف کے فضائل واحکام

(60)......نفل وسنت نمازوں کے فضائل واحکام

(61)......اصلاحِ اخلاق اور حفاظتِ زبان

(62)......سیاست وحکومت

(63)......حجامہ یا سینگی کے فوائد واحکام

(64)......ایک انوکھا سفرِ حج

(65)......شراب اور نشہ کے نتائج واحکام

(66)......نظر لگنے کی حقیقت اور اس کا علاجِ نبوی

(67)......عشر وخراج اور جزیہ کے احکام

(68)......عمرہ کے فضائل واحکام

(69)......حج کا طریقہ

(70)......علمی وتحقیقی رسائل (جلد اول)

(71)......مریض ومعذور کی نماز وطہارت کے احکام

(72)......علمی وتحقیقی رسائل (جلد دوم)

(73)......قرائت، شعر، سماع اور موسیقی کا حکم

(74)......علمی وتحقیقی رسائل (جلد سوم)

(75)......تاریخِ تصوف ومشائخِ تصوف

(76)......علمی وتحقیقی رسائل (جلد چہارم)

(77)......مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ پر مزید تبصرے اور ماہنامہ الشریعہ کے تبصرہ پر استدراک

(78)......علمی وتحقیقی رسائل (جلد پنجم)

(79)......علمی وتحقیقی رسائل (جلد ششم)

(80)...... اچھے بچو

(81)...... رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

(82)......اسلامی ناموں کی فہرست

(83)...... ماہنامہ ''التبلیغ'' کے علمی وتحقیقی رسائل

(84)......مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ